يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَل لَّكُمْ فُرْقَانًا

القرآن

حقیقت احمدیّت

تقریر فرمودہ

حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مؤرخہ ۲۶ / دسمبر ۱۹۰۶ء

الناشر

شعبہ دعوت و ارشاد احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

(پاکستان)

بار سوم

تعداد ایک ہزار

www.aaiil.org

ہمارے عقائد!

۱۔ ہم اللہ تعالیٰ کی توحید اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لاتے ہیں۔

۲۔ ہم آنحضرت صلعم کو خاتم النبیین مانتے ہیں اور بالفاظ بانی سلسلہ :۔

"اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نیا ہو یا پرانا"

"جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اسے بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں" "میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدمی صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ صلعم پر ختم ہو گئی"

"ہم نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں"

۳۔ قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کی آخری اور کامل کتاب مانتے ہیں جس کا کوئی حکم منسوخ نہیں نہ قیامت تک منسوخ ہو گا

۴۔ ہم آنحضرت صلعم کے بعد مجددین کا آنا مانتے ہیں اور یہ بھی مانتے ہیں کہ اس امت میں ایسے لوگ ضرور ہوں گے جو حدیث نبوی رجال یکلمون من غیران یکونوا انبیاء کے مطابق انبیاء تو نہ ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ ان سے یقینی اور قطعی الہام کے ذریعہ سے کلام کرے گا۔

۵۔ ہم تمام صحابہ کرام اور تمام آئمہ دین کی عزت کرتے ہیں خواہ وہ اہلسنت کے مسلمہ بزرگ ہوں یا اہل تشیع کے اور کسی صحابی یا امام یا محدث یا مجدد کی تکفیر کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

۶۔ ہم ہر اس شخص کو جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرتا ہے اصولاً مسلمان سمجھتے ہیں خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو (۷) ہم حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو زمانہ کا مجدد مسیح و مہدی مانتے ہیں نیز انہیں زمرۃ انبیاء کا نہیں بلکہ زمرۃ اولیا کا فرد یقین کرتے ہیں انکے اپنے الفاظ میں "نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے" "میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں اور ان لوگوں نے مجھ پر افترا کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی ہونیکا دعویٰ کرتا ہے" ہاں ہم آپکے بحیثیت مجدد ہونے کے محض لغوی و ذی مجازی امتی جزوی و ناقص نبی کے الفاظ کا اطلاق جائز سمجھتے ہیں جو بالفاظ بانی سلسلہ "محدث اور مجدد کے ہم معنی الفاظ ہیں" ہاں "محدث جو مرسلین میں سے ہے امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی" تاکہ یہ ثابت ہو کہ یہ مقام مجددیت محض حضرت نبی کریم صلعم کے روحانی فیض اور آپکی اتباع کامل کا نتیجہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ایک جماعت الگ بنانے کی وجہ

کل میں نے سنا تھا کہ ایک شخص نے کہا کہ اس فرقہ میں اور دوسرے لوگوں میں سوائے اس کے اور کچھ فرق نہیں کہ یہ لوگ وفات مسیح کے قائل ہیں اور وہ لوگ وفات مسیح کے قائل نہیں ہیں۔ باقی سب عملی حالت مثلاً نماز اور روزہ اور زکوٰۃ اور حج وہی ہے سو سمجھنا چاہئے کہ یہ بات صحیح نہیں کہ میرا دنیا میں آنا صرف حیات مسیح کی غلطی کو دور کرنے کے واسطے ہے اگر مسلمانوں کے درمیان صرف یہی ایک غلطی ہوتی تو اتنے کے واسطے ضرورت نہ تھی کہ ایک شخص خاص مبعوث کیا جاتا اور ایک جماعت الگ بنائی جاتی اور ایک بڑا شور برپا کیا جاتا یہ غلطی دراصل آج نہیں پڑی بلکہ میں جانتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھوڑے ہی عرصہ بعد یہ غلطی پھیل گئی تھی اور کئی خواص اور اولیاء اور اہل اللہ کا یہی خیال تھا اگر یہ کوئی ایسا اہم امر ہوتا تو خدائے تعالیٰ اسی زمانے میں اس کا ازالہ کر دیتا۔ لیکن اس زمانہ میں بہت سی باتیں مسلمانوں کے درمیان ایسی داخل ہو گئی ہیں جن کی اصلاح کی ضرورت ہے ہاں اس میں شک نہیں کہ وفات

وفات مسیح میں حیات اسلام ہے

مسیح کا مسئلہ اس زمانہ میں حیات اسلام کے واسطے ضروری ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ بیشک ہر بات پر قادر ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ وہ جو چاہے کر سکتا ہے مگر اللہ تعالیٰ ایسے امور کے سخت مخالف ہے جو دین کو ضرر پہنچانے والے ہوں حیات مسیح کا مسئلہ اوائل میں صرف ایک غلطی تھی مگر آج کل وہ ایک اژدہا ہے جب عیسائیوں کا خروج زور سے ہوا اور انہوں نے مسیح کی زندگی کو ایک قوی دلیل اس کی خدائی کے واسطے پکڑی اور کہا کہ اگر کوئی دوسرا انسان ایسا کر سکتا ہے تو آدم سے لے کر آج تک اس کی کوئی نظیر پیش کریں اور درحقیقت اگر یہ بات صحیح ہوتی جو عیسائی کہتے ہیں کہ وہ زندہ آسمان پر چلا گیا اور عرش

پر بیٹھا ہے تو اسلام کے واسطے ایک ماتم کا دن ہوتا۔ اسلام توحید کے واسطے آیا ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ کوئی کمزوری باقی رہے۔ خدا تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے اگر کسی دوسرے کو خصوصیت دی جائے تو یہ خدا تعالیٰ کی شان میں فرق لاتا ہے اس بات سے دھوکہ نہ کھاؤ جو لوگ کہہ دیتے ہیں کیا خدا قادر نہیں خدا تعالیٰ بیشک قادر ہے لیکن تمام جہان میں سے کسی ایک شخص کو بعض وجوہ کی خصوصیت دینا جو دوسروں کے واسطے نہیں ایک مبدء شرک ہے اور ایسے شخص کو گویا شریک باری ٹھہراتا ہے جو مسلمان اس زمانہ میں یہ عقیدہ پیش کرتے ہیں کہ عیسیٰ اب تک زندہ چلا آتا ہے وہ اسلام کے اندرونی دشمن اور اسلام کے واسطے مارِ آستین ہیں۔ توفّی کے لفظ کے معنی جب تمام جہان کے انسانوں کے واسطے موت کے ہیں جب یہود نصاریٰ مسلمان تمام قوموں کی لغات میں اس لفظ کے معنی موت کے ہیں تو پھر مسیح کے واسطے کیا خصوصیت ہے کہ صرف ایک انسان کے واسطے اس لفظ کے معنی اور ہو جاتے ہیں۔ یہ ایک موٹی بات ہے اور یہ مسئلہ دراصل ایسا باریک نہیں ہے کہ اس کے واسطے کسی عظیم الشان مجدد کی ضرورت ہوتی۔ یہی لفظ توفّی کا جبکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بولا جاتا ہے تو اس کے معنی سوائے موت کے اور کچھ نہیں لئے جاتے حالانکہ اگر کوئی نبی

زندہ نبی کون ہے زندہ ہے تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں بعض اکابر نے حیات النبی پر کتابیں لکھی ہیں اور ہمارے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کا ثبوت بھی موجود ہے کیونکہ زندہ نبی وہ ہے جس کے برکات اور فیوض ہمیشہ جاری ہوں۔ سو خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو کبھی ضائع نہیں کیا ہر صدی کے سر پر وہ ایسے آدمی بھیجتا رہا ہے جو مناسب حال اصلاح کریں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے ہی یہ ذکر نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں محافظت کا لفظ ہی دلالت کرتا ہے کہ مجدد پیدا ہوتے رہیں گے جب ایک صدی گذر جاتی ہے اور پہلی نسل اٹھ جاتی ہے اور پچھلے عالم حافظ اولیاء اور ابدال فوت ہو جاتے ہیں تو دین کو تازہ رکھنے کے لئے خدا تعالیٰ اپنی طرف سے نئے آدمی

پیدا کرتا ہے ہر صدی کے سر پر ایسے مجدد پیدا ہوتے رہے ہیں جو غلطیوں اور بدعات اور سستیوں اور غفلتوں کو ان کے ذریعہ سے دُور کیا جاتا ہے یہ خصُوصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو ملی ہے اور یہی آپ کی حیات پر دلالت کرتی ہے آنحضرت کی برکات کے تاثیر بھی ایسی تھی کہ صحابہ نے جانیں دے دیں اور آج تک لوگ ان برکات سے فیوض حاصل کر رہے ہیں برخلاف اس کے حضرت عیسٰی کی تاثیر کا یہ حال تھا کہ اس کے سامنے ایک شاگرد نے ۳۰ روپے لے کر پکڑوا دیا۔ اور دوسرے نے جو سب سے اوّل نمبر کا حواری تھا منہ پر تین دفعہ لعنت ایسے نازک وقت میں کی۔ پھر یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تاثیر اور برکات اور قوتِ قدسیہ کا نتیجہ ہے کہ قرآن شریف کی اس قدر حفاظت ہوئی کہ ہر زمانہ میں اور ہر ملک میں ہزاروں لوگ قرآن شریف یاد کرتے ہیں اور سناتے ہیں برخلاف اس کے انجیل کا پتہ ہی نہیں لگتا۔ کہ سچی انجیل کونسی ہے اور جھوٹی انجیل کونسی ہے پھر یہ سوچنا چاہئے کہ حضرت عیسٰے کی حیات کے عقیدہ نے آج تک دنیا میں کیا بنایا ہے اور کیا فائدہ بنی آدم کو پہنچایا ہے سوائے اس کے کہ ۵۰ کروڑ انسان مردہ پرست بن گیا۔ پس پہلوں نے اگر وفاتِ مسیح کے مسئلہ میں اجتہادی غلطی کھائی تب بھی ان کو ثواب ہے کیونکہ مجتہد کے متعلق لکھا ہے کہ قد یخطی و یصیب کبھی خطا کرتا ہے اور کبھی صواب مشیت الٰہی نے ان سے جو کچھ کرایا سو کرایا۔ اس میں بھی اسرار الٰہی تھے خدا نے ایک معاملہ ان سے مخفی رکھا۔ اور وہ غفلت میں رہے خدا جب چاہتا ہے ایک بھید کو مخفی کرتا ہے جب چاہتا ہے ظاہر کر دیتا ہے ہاں اس زمانہ کے لوگوں پر خدا تعالیٰ نے اس مسئلہ کی حقیقت کھول دی ہے اس وقت اسلام تنزل کی حالت میں ہے اور دن بدن عیسویت کا شکار ہوتا جاتا ہے ایسے ہی مسائل روز بروز لوگوں کے کانوں میں پھونک پھونک کر ان کو برگشتہ کرتے ہیں خدا تعالےٰ نے اس زمانہ میں چاہا ہے کہ لوگوں کو متنبہ کرے۔ ایک عیسائی سے پوچھنا چاہئے اگر سب لوگ مل کر یہ عقیدہ قائم کر لیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں تو اس کا نتیجہ کیا ہو گا یہی کہ عیسائیت دنیا سے نابود ہو جائے گی تعجب ہے کہ عیسائی تو مسلمانوں کی گردن کاٹنے کے واسطے ہتھیار استعمال کرتے ہیں اور مسلمان

بھی باتیں گردنیں کاٹنے کے واسطے ان کی امداد میں کھڑے ہوجاتے ہیں ایسے وقت میں ان کی مثال یہی ہوتی ہے کہ ع یکے بر سر شاخ و بن می برید

وفات مسیح کے سوا اور غلطیاں سو اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کہ اس غلطی کو دور کرے لیکن اس سلسلہ کو قائم کر کے اللہ تعالیٰ اور بہت سی غلطیوں کو دُور کرنا چاہتا ہے اس وقت

دنیا پرستی توحید صرف زبان پر رہ گئی ہے سچا موحّد کوئی نظر نہیں آتا ہر ایک دل دنیا کی محبت میں غرق ہو رہا ہے کسی کو دین کے واسطے ذرہ برابر کام کہا جاتا ہے تو وہ سوچ بچار میں پڑ جاتا ہے اس وقت دین غریب، بیکس اور یتیم ہو رہا ہے یہ کلمہ نہایت موزوں سچا اور بابرکت ہے۔ کہ حب الدنیا راس کل خطیئۃٍ دنیا کی محبت ہر بدی کی ابتدا ہے اکثر لوگ دنیا ہی سے محبت کے سبب ہلاک ہو رہے ہیں ورنہ وہ جانتے ہیں کہ جس مذہب اور طریقہ کو انہوں نے اختیار کر رکھا ہے وہ اچھا نہیں اکثر ہندو اور آریہ دل سے جانتے ہیں کہ ان کے اصول اور فروع اچھے نہیں ہیں ہزاروں عیسائی بخوبی آگاہ ہیں کہ عیسیٰؑ ایک انسان تھا اور وہ خدا نہیں ہو سکتا لیکن دنیا کی محبت ہے جو انہیں کچھ کرنے نہیں دیتی اور زیادہ تر عیسویت کی امداد میں عورتیں ہیں جو جاہل ہیں اور شرک عورت سے ہی شروع ہوا ہے اور عورتوں کے ساتھ ہی اس کا قیام ہے یورپ کے عالم اور فاضل لوگ اس کے قائل نہیں رہے اور در حقیقت عیسوی مذہب ہی ایسا ہے کہ فطرت انسانی اس کو دھکے دیتی ہے فطرت اس کو مان ہی نہیں سکتی۔ اگر درمیان میں دنیا کا تعلق اور محبت نہ ہوتی تو ان کا ایک گروہ کثیر آج ہی مسلمان ہو جاتا بعض لوگ مدت تک بظاہر عیسائی رہ کر بالآخر مرتے وقت یہ وصیت کر جاتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور ہماری تجہیز و تکفین اسلام کے مطابق ہو۔

اسلام لوگوں کے دلوں میں گھر کر رہا ہے اور یورپ اور ایشیا کے لوگ اندر ہی اندر اس بات کو بخوبی سمجھ رہے ہیں کہ دیگر تمام ادیان باطل ہیں مگر دنیا سب کو محبوب ہو رہی ہے یہ ایک زہر ہے جو ایک منٹ کیا ایک سیکنڈ میں ہلاک کر دیتی ہے بڑا گناہ جو اس زمانہ میں پیدا ہوا ہے وہ حبِّ دنیا ہی ہے

یہ ایک باریک زہریلا کیڑا ہے جو کہ خوردبین سے بھی نظر نہیں آتا مسلمانوں کے اندرونی فرقے بھی بخوبی جانتے ہیں اور ان کے دل پہچانتے ہیں کہ کس فرقہ کے اصول عمدہ ہیں۔ اور خدا تعالیٰ اس وقت کیونکر راضی ہو سکتا ہے۔ مگر ان کی اندرونی حالتیں خراب ہیں قرآن شریف میں آیا ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اے نبی تو کہہ دے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے پیار کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔ اب دیکھنا چاہئے کہ کیا یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کرتے ہیں کیا ان کی طرح آنحضرتؐ سود دیتے تھے یا مداہنہ کرتے تھے یا غفلت کرتے تھے یا نفاق کرتے تھے یا دنیا کو دین پر مقدم کرتے تھے یہ سب باتیں ان لوگوں میں پائی جاتی ہیں اور ان کی حالتیں وہ نہیں ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کی ہوا کرتی تھیں چاہئے کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندگی بسر کیا کرتے تھے اسی طرح زندگی بسر کریں تب سچے مسلمان ہو جائیں گے۔ ان لوگوں کے دلوں میں اسلام کا مذہب نہیں رہا۔ مگر کتب میں اور آثار میں اسلامی حقیقت موجود ہے صحابہ کی یہ حالت تھی کہ نہ دنیا ان سے پیار کرتی تھی اور نہ وہ دنیا سے پیار کرتے تھے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں ایک نئی زندگی حاصل کی تھی۔ اب دیکھنا چاہئے کہ کیا ان لوگوں کا قدم صحابہ کے قدموں پر ہے ہرگز نہیں۔ پس خدا تعالیٰ کا منشا اس سلسلہ کے قیام سے یہ ہے کہ لوگ پھر اس راہ پر چلنے لگیں۔

متابعت نبوی نہیں

خشیۃ اللہ نہیں

آج کل تو لوگوں کی یہ حالت ہے کہ تین تین آنہ کے واسطے جھوٹی گواہیاں دیتے پھرتے ہیں کیا وکلاء قسماً کہہ سکتے ہیں کہ وہ عدالتوں میں سچ بولتے ہیں۔ اور سچ کی پیروی کرتے ہیں وہ صرف اپنا پہلو بچا کر جھوٹ سچ جو کچھ ہو بولتے چلے جاتے ہیں کیا یہی دین ہے اور خدا تعالیٰ نے یہی حکم دیا ہے کہ تم مطلق العنان ہو جاؤ اور جھوٹ کو شیر مادر سمجھ لو۔ خدا نے جھوٹ کو شرک کے ساتھ ملا کر ہر دو کی ایک ہی جگہ ممانعت فرمائی ہے۔ جیسا کہ خدا کو چھوڑ کر کوئی شخص بت کے آگے اپنا سر جھکاتا ہے ویسا ہی خیال

کرتا ہے کہ میں اسی کے ذریعہ سے پار ہو جاؤں گا۔ یہ کس قدر خرابی کی بات ہے۔ خدا تعالیٰ پر ایمان نہیں کہ وہ گذارہ چلا سکتا ہے۔ اس موقعہ پر مثال کے لئے میں اپنی ایک آپ بیتی سناتا ہوں

سچ کی آزمائش

از آنجملہ ایک واقعہ یہ ہے کہ تخمیناً ۲۰ یا ۲۵ سال کا عرصہ گذرا ہوگا۔ یا شاید اس سے کچھ زیادہ ہو کہ اس عاجز نے اسلام کی تائید میں آریوں کے مقابل پر ایک عیسائی کے مطبع میں جس کا نام رلیارام تھا اور وکیل بھی تھا اور امرتسر میں رہتا تھا اور اس کا ایک اخبار بھی نکلتا تھا ایک مضمون بغرض طبع ہونے کے ایک پیکٹ کی صورت میں جس کی دونوں طرفیں کھلی تھیں بھیجا۔ اور اس پیکٹ میں ایک خط بھی رکھ دیا۔ چونکہ خط میں ایسے الفاظ تھے جن میں اسلام کی تائید اور دوسرے مذاہب کے بطلان کی طرف اشارہ تھا اور مضمون کے چھاپ دینے کے لئے تاکید بھی تھی۔ اس لئے وہ عیسائی مخالفت مذہب کی وجہ سے افروختہ ہوا اور اتفاقاً اس کو دشمنانہ حملہ کے لئے یہ موقعہ ملا کہ کسی علیحدہ خط کا پیکٹ میں رکھنا قانوناً ایک جرم تھا جس کی اس عاجز کو کچھ بھی اطلاع نہ تھی۔ اور ایسے جرم کی سزا میں قوانین ڈاک کی رو سے پانچسو روپیہ جرمانہ چھ ماہ تک قید ہے سو اس نے مخبر بن کر افسران ڈاک سے اس عاجز پر مقدمہ دائر کرا دیا۔ اور قبل اس کے جو مجھے اس مقدمہ کی کچھ اطلاع ہو رؤیا میں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا کہ رلیارام وکیل نے ایک سانپ میرے کاٹنے کے لئے مجھ کو بھیجا ہے۔ اور میں نے اسے مچھلی کی طرح تل کر واپس بھیج دیا ہے میں جانتا ہوں کہ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ آخر وہ مقدمہ جس طرز سے عدالت میں فیصلہ پایا وہ ایک ایسی نظیر ہے جو وکیلوں کے کام آسکتی ہے غرض میں اس جرم میں صدر ضلع گورداسپور میں طلب کیا گیا اور جن جن وکلا سے مقدمہ کے لئے مشورہ لیا گیا انہوں نے یہی مشورہ دیا کہ بجز دروغگوئی کے اور کوئی راہ نہیں۔ اور یہ صلاح دی کہ اس طرح اظہار دیدو کہ ہم نے پیکٹ میں خط نہیں ڈالا رلیارام نے خود ڈال دیا ہوگا۔ اور نیز بطور تسلی دہی کے کہا کہ ایسا بیان کرنے سے شہادت پر فیصلہ ہو جائے گا اور دو چار جھوٹے گواہ دے کر بریت ہو جائے گی ورنہ صورت مقدمہ

سخت مشکل ہے اور کوئی طریق رہائی نہیں مگر میں نے ان سب کو جواب دیا کہ میں کسی حالت میں راستی کو چھوڑنا نہیں چاہتا جو ہوگا سو ہوگا تب اسی دن یا دوسرے دن مجھے ایک انگریز کی عدالت میں پیش کیا گیا اور میرے مقابل پر ڈاکخانہ جات کا افسر بحیثیت سرکاری مدعی ہونے کے حاضر ہؤا اس وقت حاکم عدالت نے اپنے ہاتھ سے میرا اظہار لکھا اور سب سے پہلے مجھ سے یہی سوال کیا کہ کیا یہ خط تم نے اپنے پیکٹ میں رکھ دیا تھا اور یہ خط اور یہ پیکٹ تمہارا ہے؟ تب میں نے بلا توقف جواب دیا کہ یہ میرا ہی خط اور میرا ہی پیکٹ ہے اور میں نے اس خط کو پیکٹ کے اندر رکھ کر روانہ کیا تھا مگر میں نے گورنمنٹ کی نقصان رسانی کے لئے بدنیتی سے یہ کام نہیں کیا بلکہ میں نے اس خط کو اس مضمون سے کچھ علیحدہ نہیں سمجھا اور نہ اس میں کوئی نج کی بات تھی۔ اس بات کو سنتے ہی خدا تعالیٰ نے اس انگریز کے دل کو میری طرف پھیر دیا اور میرے مقابل پر افسر ڈاکخانہ جات نے بہت شور مچایا اور لمبی لمبی تقریریں انگریزی میں کیں جن کو میں نہیں سمجھتا تھا مگر اس قدر میں سمجھتا تھا کہ ہر ایک تقریر کے بعد زبان انگریزی میں وہ حاکم نو نو کر کے اس کی سب باتوں کو رد کر دیتا تھا۔ انجام کار جب افسر مدعی اپنے تمام وجوہ پیش کر چکا اور اپنے تمام بخارات نکال چکا تو حاکم نے فیصلہ لکھنے کی طرف توجہ کی اور شاید سطر یا ڈیڑھ سطر لکھ کر مجھ کو کہا کہ اچھا آپ کے لئے رخصت یہ سن کر میں عدالت کے کمرہ سے باہر ہؤا اور اپنے محسن حقیقی کا شکر بجا لایا جس نے ایک افسر انگریز کے مقابل پر مجھ کو ہی فتح بخشی۔ اور میں خوب جانتا ہوں کہ اس وقت صدق کی برکت سے خدا تعالیٰ نے اس بلا سے مجھ کو نجات دی میں نے اس سے پہلے یہ خواب بھی دیکھی کہ ایک شخص نے میری ٹوپی اتارنے کے لئے ہاتھ مارا۔ میں نے کہا کیا کرنے لگا ہے تب اس نے ٹوپی کو میرے سر پر ہی رہنے دیا کہ خیر ہے خیر ہے۔

زمانہ گذر جاتا ہے لیکن بات یاد رہتی ہے اس مقدمہ ڈاکخانہ میں ہم نے اللہ تعالیٰ کے پہلو کو اختیار کیا۔ تو خدا نے ہماری رعایت رکھی۔ خدا تعالیٰ جھوٹ کی رعایت نہیں رکھتا۔ جھوٹ جیسی کوئی

منحوس شئے نہیں۔ سچ والی ہر بات میں فتح ہوتی ہے ہم پر سات مقدمات بنائے گئے سب میں خدا نے ہم کو فتح دی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں شخص اپنے مقدمہ میں سچا تھا لیکن پھر بھی اس نے سزا پائی اصل بات یہ ہے کہ جو لوگ اس طرح سزا پاتے ہیں وہ درحقیقت کسی اور جھوٹ کی سزا پاتے ہیں خدا تعالیٰ کے ہاں ایک سلسلہ حساب ہوتا ہے بٹالہ میں مولوی گل علی شاہ صاحب تھے وہ شیر سنگھ کے لڑکے کے استاد تھے اور شیر سنگھ ایک جابر اور ظالم حاکم مشہور تھا ایک دفعہ شیر سنگھ نے ایک باورچی کو کسی ادنیٰ قصور مثلاً ہانڈی میں نمک کی زیادتی پر سخت سزا دی مولوی صاحب سادہ مزاج آدمی تھے اور شیر سنگھ ان کی عزت کرتا تھا اور خاطرداری سے پیش آتا تھا اس لئے وہ بے تکلف اس کے ساتھ بات کر لیا کرتے تھے سو اس موقعہ پر بھی مولوی صاحب نے شیر سنگھ کو کہا کہ آپ نے تھوڑے سے قصور پر سخت سزا دی ہے اس نے جواب دیا کہ آپ نہیں جانتے کہ اس شخص نے میرا سو بکرا چوری کھایا ہے ایسا ہی انسان گناہ کسی اور موقعہ پر کرتا ہے اور پکڑا کسی اور موقعہ پر جاتا ہے انسان کے واسطے شامت اعمال کا ذخیرہ رکھا ہوا ہوتا ہے وہی اس کے پیش آجاتا ہے جو شخص سچائی کو پکی طرح اختیار کرتا ہے اور خدا کے لئے ہو جاتا ہے خدا اس کی محافظت کرتا ہے خدا جیسا کوئی قلعہ نہیں لیکن ادھوری بات فائدہ نہیں دیتی پیاسے آدمی کو اگر ایک دو قطرے پانی کے دے دیئے جائیں یا سخت بھوکے کو روٹی کے ایک دو ٹکڑے کھلا دیئے جائیں تو وہ اتنے کے ساتھ بچ نہیں سکتا۔ ناقص اعمال خدا کو خوش نہیں کر سکتے یہ دنیا کے دھوکے ہیں راستباز رسل ایسا نہیں کرتے بلکہ وہ کمال حاصل کرتے ہیں ؎

کسبِ کمال کن کہ عزیزِ جہاں شوی   کس بےکمال ہیچ نیرزد عزیز من!

ایک دوائی کے جاننے سے کوئی حکیم نہیں بن سکتا۔ اور ایک سلائی کرنے سے کوئی درزی نہیں کہلا سکتا۔ لوگ خود کمزوری دکھلاتے ہیں اور پھر خدا کو طعنے دیتے ہیں اور تھوڑی نیکی کو جتلانا گستاخی میں داخل ہے مخلصین لہ الدین بننا چاہئے دنیا دار تو خیرات بھی کرتا ہے تو لوگوں کی

آخر بن جاتا ہے۔ اگر یہ یا نہ ہوتا تو بہت لوگ تھوڑے دنوں میں ولی بن جاتے جو شخص خدا کا ہوتا ہے خدا اس کا ہوتا ہے مگر جو شخص اپنے ناقص اعمال کے ساتھ خدا کو دھوکہ دینا چاہتا ہے وہ خود دھوکے میں ہے دنیا میں ایک عقلمند انسان کسی کے دھوکے میں نہیں آتا تو خدا تعالیٰ کس طرح کسی کے دھوکے میں آسکتا ہے مگر ایسے افعال بد کی جڑ دنیا کی محبت ہے اور سب سے بڑا گناہ جو اس وقت مسلمانوں کے درمیان پھیلا ہوا ہے وہ بھی دنیا کی محبت ہے سوتے جاگتے اٹھتے

دین کو دنیا پر مقدم کرو

بیٹھتے ہر وقت لوگوں کو دنیا کا غم لگا ہوا ہے اگر اس قدر غم کسی کو دین کے واسطے ہوتا تو بیڑا پار ہو جاتا۔ ملازم لوگ اپنی نوکری میں چست رہتے ہیں لیکن جب نماز کا وقت آتا ہے تو فکر میں پڑ جاتے ہیں خدا کی عظمت کو دل میں قائم رکھنا چاہئے اکثر لوگ ہتھیلی پر سرسوں جمانا چاہتے ہیں دین کے کام میں برسوں صبر کرنے سے کام بنتا ہے صرف پھونک مار دینے سے کام نہیں بن سکتا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کیا یہ لوگ چاہتے ہیں کہ میں اتنے پر ہی راضی ہو جاؤں گا کہ وہ منہ سے کہہ دیویں کہ ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ کی جاوے اگر یہ سنت ہوتی کہ پھونک مارنے سے سب ولی ہو جاویں تو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے اور اپنے اصحاب کو امتحان میں ڈلوا کر ان کے سر نہ کٹوا دیتے وہ بیوقوف ہے جو خیال کرتا ہے کہ معرفت الٰہی کا حاصل کرنا حلوائے بے دود ہے ہر ایک نعمت محنت مشقت کو چاہتی ہے ہندوؤں میں بھی دیکھو۔ کہ کس قدر فقر و فاقہ کے ساتھ جوگی لوگ از حد محنت برداشت کرتے ہیں عیسائیوں میں بھی رہبانیت ہوتی ہے۔ اسلام میں خدا تعالیٰ نے یہ باتیں نہیں رکھیں۔ اور ایسا زور نہیں دیا تاہم یہ حکم ہے کہ قد افلح من زکّٰھا۔ نجات وہی پا سکتا ہے جو اپنے نفس کا تزکیہ کرے۔ بدعت فسق و فجور چوری جھوٹ سب باتیں چھوڑ کر خدا کے واسطے الگ ہو جاوے جس نے دین کو مقدم کیا وہ خدا کے ساتھ مل گیا۔ نفس کو خاک کے ساتھ ملا دینا چاہئے خدا کو ہر بات میں مقدم کرنا چاہئے یہی دین کا خلاصہ ہے جتنے بُرے طریق ہیں ان سب کو ترک کر دینا چاہئے تب خدا ملتا ہے دنیا میں دراصل کوئی شے

الاعمال بالنیات ہے بُری نہیں لیکن ہر ایک شے بداستعمال سے بُری ہو جاتی ہے ورنہ ریا بھی بُرا نہیں اگر خدا کے لئے کوئی ریا کرتا ہے تو وہ بھی ایک نیکی ہے اس کی مثال اس طرح سے ہے کہ جب کوئی آدمی صدقہ دیتا ہے اور لوگوں کے سامنے دیتا ہے اور دل میں یہ نیت رکھتا ہے کہ لوگ مجھ سے خوش ہو جاویں تب وہ گناہ ہے لیکن اگر دل میں یہ نیت رکھتا ہے کہ میری خیرات کو دیکھ کر دوسرں کے دل میں بھی نیکی کی تحریک پیدا ہو اور وہ بھی صدقہ دیویں تو ریا جائز اور موجب ثواب ہے ایسا ہی جو نماز لوگوں کے واسطے لوگوں کے سامنے پڑھی جاتی ہے وہ تو ریا میں داخل ہے لیکن جو نماز نیک بندوں کی تاثیر صحبت سے فائدہ حاصل کرنے کے واسطے اور حکم خدا اور رسول کے مطابق مسجدوں میں وقت مقررہ پر ادا کرنے کے واسطے پڑھی جاتی ہے اس میں ثواب ہوتا ہے۔ پس مسجدوں میں نمازیں پڑھو اور گھروں میں بھی نمازیں پڑھو۔ ایسا ہی اخلاق بھی محل پر برتنے جاتے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک شخص کفار کے مقابلہ میں اکڑ کر نکلا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ خدا تعالیٰ کو کسی کا اکڑ کر چلنا پسند نہیں مگر ص درا صل خدا تعالیٰ نے کوئی شے بُری نہیں بنائی ہر ایک شے کی بداستعمالی اس کو بُرا بنا دیتی ہے تم یہ کوشش کرو کہ ہر ایک قوت کا استعمال اس کے محل پر ہو اسلام کی تعلیم ہی **اسلام کی تعلیم فطرت کے مطابق ہے** ایسی ہے کہ ہر ایک قوت کو محل پر استعمال کرنا سکھلاتی ہے ان لوگوں پر افسوس ہے جو صرف میٹھی باتیں سن کر فریب کھا جاتے ہیں صادق ہر حالت میں دوسروں کے واسطے شیریں ظاہر نہیں ہوتا جس طرح کہ ماں ہر وقت بچے کو کھانے کے واسطے شیرینی نہیں دے سکتی بلکہ وقت ضرورت کڑوی دوائی بھی دیتی ہے ایسا ہی ایک صادق مصلح کا حال ہے یہی تعلیم ہر پہلو پر مبارک تعلیم ہے خدا ایسا ہے کہ سچا خدا ہے۔ ہمارے خدا پر عیسائی بھی ایمان لاتے ہیں جو صفات ہم خدا تعالیٰ کے مانتے ہیں وہ سب کو ماننے پڑتے ہیں پادری فنڈر ایک جگہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ اگر کوئی ایسا جزیرہ ہو جہاں عیسائیت کا وعظ نہیں

ص اس وقت اس کا اظہار [illegible] ہو رہا ہے

پہنچا تو قیامت کے دن ان لوگوں سے کیا سوال ہوگا. تب خود ہی جواب دیتا ہے کہ ان سے یہ سوال نہ ہوگا کہ تم یسوع اور اس کے کفارے پر ایمان لائے تھے یا نہ لائے تھے. بلکہ ان سے یہی سوال ہوگا۔ کیا تم اس خدا کو مانتے ہو جو اسلام کے صفات کا خدا واحد لاشریک ہے اسلام کا خدا وہ خدا ہے کہ ہر ایک جنگل میں رہنے والا فطرتاً مجبور ہے کہ اس پر ایمان لائے ہر ایک شخص کا کانشنس اور نور قلب گواہی دیتا ہے کہ وہ اسلامی خدا پر ایمان لائے۔ اس حقیقت اسلام کو اور اصل تعلیم کو

حقیقت اسلام کو پھر قائم کر دینا ہمارا کام ہے

جس کی تفصیل کی گئی آج کل کے مسلمان بھول گئے ہیں اور اسی بات کو پھر قائم کر دینا ہمارا کام ہے اور یہی ایک عظیم الشان مقصد ہے جس کو لے کر ہم آئے ہیں۔

علمی اور اعتقادی غلطیوں کی اصلاح

ان امور کے علاوہ جو اوپر بیان کئے گئے اور بھی علمی اعتقادی غلطیاں مسلمانوں کے درمیان پھیل رہی ہیں. جن کی اصلاح کرنا ہمارا کام ہے مثلاً ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰ اور اس کی ماں مس شیطان سے پاک ہیں اور باقی سب نعوذ باللہ پاک نہیں ہیں یہ ایک صریح غلطی ہے بلکہ کفر ہے اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت اہانت ہے ان لوگوں میں ذرہ بھی غیرت نہیں جو اس قسم کے مسائل گھڑ لیتے ہیں اور اسلام کو بے عزت کرنے کی کوشش کرتے ہیں یہ لوگ اسلام سے بہت دور ہیں اصل میں یہ مسئلہ اس طرح سے ہے کہ قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ پیدائش دو قسم کی ہوتی ہے ایک مس روح القدس سے اور ایک مس شیطان سے تمام نیک اور راستباز لوگوں کی اولاد مس روح القدس سے ہوتی ہے اور جو اولاد بدی کا نتیجہ ہوتی ہے وہ مس شیطان سے ہوتی ہے تمام انبیاء مس روح القدس سے پیدا ہوئے تھے. مگر چونکہ حضرت عیسٰے کے متعلق یہودیوں نے یہ اعتراض کیا تھا کہ وہ نعوذ باللہ ولد الزنا ہیں اور مریم کا ایک اور سپاہی پنڈارا نام کے ساتھ تعلق ناجائز تھا اس لئے وہ مس شیطان کے نتیجہ میں پیدا ہوئے اس واسطے اللہ تعالیٰ نے

انکے ذمہ سے یہ الزام دُور کرنے کے واسطے ان کے متعلق یہ شہادت دی تھی کہ انکی پیدائش بھی مس روح القدس سے تھی چونکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کے متعلق کوئی اس قسم کا اعتراض نہ تھا اس واسطے ان کے متعلق ایسی بات بیان کرنے کی ضرورت بھی نہ پڑی ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین عبداللہ اور آمنہ کو تو پہلے ہی سے ہمیشہ عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور ان کے متعلق ایسا خیال وگمان بھی کبھی کسی کو نہ ہُوا تھا ایک شخص جو مقدمہ میں گرفتار ہو جاتا ہے تو اس کے واسطے صفائی کی شہادت کی ضرورت پڑتی ہے۔ لیکن جو شخص مقدمہ میں گرفتار ہی نہیں ہُوا اس کے واسطے صفائی شہادت کی کچھ ضرورت ہی نہیں۔ ایسا ہی ایک اور غلطی

معراج کی حقیقت جو مسلمانوں کے درمیان پڑ گئی ہوئی ہے وہ معراج کے متعلق ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہُوا تھا مگر اس میں جو بعض لوگوں کا عقیدہ ہے کہ وہ صرف ایک معمولی خواب تھا۔ سو یہ عقیدہ غلط ہے اور جن لوگوں کا عقیدہ ہے کہ معراج میں آنحضرت اسی جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے سو یہ عقیدہ بھی غلط ہے بلکہ اصل بات اور صحیح عقیدہ یہ ہے کہ معراج کشفی رنگ میں ایک نورانی وجود کے ساتھ ہُوا تھا۔ وہ ایک وجود تھا مگر نورانی اور ایک بیداری تھی مگر کشفی اور نورانی جس کو اس دنیا کے لوگ نہیں سمجھ سکتے مگر وہی جن پر وہ کیفیت طاری ہوئی ہو ورنہ ظاہری جسم اور ظاہری بیداری کے ساتھ آسمان پر جانے کے واسطے تو خود یہودیوں نے معجزہ طلب کیا تھا جس کے جواب میں قرآن شریف میں کہا گیا قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرًا رسولا کہہ دے میرا رب پاک ہے میں تو ایک انسان رسول ہوں۔ انسان اس طرح اڑ کر کبھی آسمان پر نہیں جاتے یہی سنت اللہ قدیم سے جاری ہے

حدیث قرآن پر مقدم نہیں ایک اور غلطی اکثر مسلمانوں کے درمیان ہے کہ وہ حدیث کو قرآن شریف پر مقدم کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ غلط بات ہے۔ قرآن شریف ایک یقینی مرتبہ رکھتا ہے اور حدیث کا مرتبہ ظنی ہے۔ حدیث قاضی نہیں بلکہ قرآن اس پر قاضی ہے۔ ہاں حدیث

قرآن شریف کی تشریح ہے۔ اس کو اپنے مرتبہ پر رکھنا چاہئے حدیث کو اس حد تک ماننا ضروری ہے کہ قرآن شریف کے مخالف نہ پڑے اور اس کے مطابق ہو۔ لیکن اگر اس کے مخالف پڑے تو وہ حدیث نہیں بلکہ مردود قول ہے لیکن قرآن شریف کے سمجھنے کے واسطے حدیث ضروری ہے قرآن شریف میں جو احکام الٰہی نازل ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو عملی رنگ میں ادا کر کے دکھادیا۔ اور ایک نمونہ قائم کر دیا۔ اگر یہ نمونہ نہ ہوتا تو اسلام سمجھ میں نہ آسکتا۔ لیکن اصل قرآن ہے۔ بعض اہل کشف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست ایسی احادیث سنتے ہیں جو دوسروں کو معلوم نہیں ہوتیں یا موجودہ احادیث کی تصدیق کر لیتے ہیں۔

غرض اس قسم کی بہت سی باتیں ہیں جو کہ ان لوگوں میں پائی جاتی ہیں جن سے خدا تعالیٰ ناراض ہے اور جو اسلامی رنگ سے بالکل مخالف ہیں اس واسطے اللہ تعالیٰ اب ان لوگوں کو مسلمان نہیں جانتا۔ جب تک کہ وہ غلط عقائد کو چھوڑ کر راہ راست پر نہ آجاویں اور اس مطلب کے واسطے خدا تعالیٰ نے مجھے مامور کیا ہے کہ میں ان سب غلطیوں کو دور کر کے اصلی اسلام پھر دنیا میں قائم کر دوں۔

یہ فرق ہے ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان۔ ان کی حالت وہ نہیں رہی جو اسلامی حالت تھی یہ مثل ایک خراب اور نکمے باغ کے ہو گئے۔ ان کے دل ناپاک ہیں اور خدا تعالےٰ چاہتا ہے کہ ایک نئی قوم پیدا کرے جو صدق اور راستی کو اختیار کر کے سچے اسلام کا نمونہ ہو۔ فقط

امید ہے ہمارے تمام مسلمان بھائی ہمارے عقائد و شرائط بیعت سے متفق ہوں گے اس لئے انہیں چاہئے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے وابستہ ہو کر اور حضرت نبی کریم صلعم کے فرمان کی تعمیل کرتے ہوئے خدمت دین میں مصروف ہو جائیں۔

خاکسار شیخ عبدالرحمان مصری شعبہ دعوت و ارشاد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ﴿ دس شرائط بیعت (۱۰) ﴾ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

۱۔ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہے گا۔

۲۔ یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آئے۔

۳۔ یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسولؐ کے ادا کرتا رہے گا اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا اور دلی محبت سے اللہ تعالےٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو ہر روزاپنا ورد بنائے گا۔

۴۔ یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

۵۔ یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اسکی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیریگا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

۶۔ یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے پر قبول کرے گا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔

۷۔ یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا۔ اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔

۸۔ یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

۹۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خدا داد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

۱۰۔ اس عاجز[1] سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

[1] حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی